تعارف وتبصرہ

''حیات نعمانی''

ناشر: الفرقان بکڈ پو 114/31 نظیر آباد لکھنؤ انڈیا

صفحات: 692 قیمت: 450 روپے۔ اشاعت اول: مارچ 2013

بیسویں صدی کے ہندوستان میں (آزادی کے بعد کے دور میں) دو شخصیتیں ملت اسلامیہ ہندیہ کی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتی ہیں۔ ان میں پہلی شخصیت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی المعروف علی میاں کی ہے اور دوسری مولانا محمد منظور نعمانی کی ۔ یہ دونوں حضرات زندگی بھر بہترین دوست، ہم مسلک اور ہم مشرب بھی رہے اور دعوت اسلامی، فکر اسلامی اور مسلمانوں کی علمی وعملی اصلاح کے سر تا پا جہد وعمل بھی۔ فکری ہم آہنگی اور ہم خیالی کے ساتھ دونوں ہی کے اپنے الگ الگ امتیازات وخصائص بھی ہیں۔ مثال کے طور پر دونوں بڑے مصنف ہیں مگر دونوں کا لکھنے کا اسلوب بالکل الگ ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی پر چھوٹی بڑی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ حضرت نعمانی کی بھی مختصر خودنوشت ''تحدیث نعمت'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ مگر ان کے شخصیت اور ان کے کام اور جلیل القدر خدمات کے شایان شان کوئی سوانح حیات شائع نہیں ہوئی تھی۔ حیات نعمانی از قلم مولانا عتیق الرحمان سنبھلی جو اسی سال شائع ہوئی ہے اسی ضرورت کو پوری کرتی ہے۔

مصنف کتاب حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی ایک ایسے مفکر، عبقری صاحب علم وصاحب قلم ہیں کہ ان کے قلم سے جو چیز نکلتی ہے، وہ ان کے علم کی گہرائی وگیرائی، ان کی تحقیق، اصابت رائے اور حقیقت پسندی کی دلیل ہوتی ہے۔ حیات نعمانی ایک بڑا کارنامہ ہے اور واقعہ یہ ہے کہ راقم نے یہ کتاب شروع سے آخر تک پڑھی اور اگر مقدمہ میں یہ نہ پڑھ لیا ہوتا کہ ''عام طور پر لوگوں کو بزرگوں کی سوانح میں مبالغے اور تفصیل واطناب کا شکوہ ہوتا ہے، اس کے برعکس یہاں آپ کو اگر شکوہ ہوگا تو ایجاز واختصار کا اور حد سے زیادہ احتیاط کا'' تو یقیناً راقم شکوہ کناں ہوتا کہ اس لذیذ حکایت کو اتنا مختصر کیوں کر دیا گیا کہ یہ داستان حیات اس ہستی کی ہے جو مجھ سمیت ملت اسلامیہ ہندیہ کی نئی نسل کی محسن ہے جس پر وہی مصرع فٹ بیٹھتا ہے:

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ　　هو المسک ما کررته یتضوع

(نعمان کا ذکر ہمارے سامنے دہراؤ، یہ تو مشک ہے کہ جتنی بار بھی اس کو دہراؤ مشام جاں معطر کرے گا)

حیات نعمانی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں 14 چودہ ابواب ہیں جن میں مقدمہ وہدیہ تبریک کے بعد وطن

خاندان ، پیدائش وتعلیم ،درس وتدریس اوردفاع حق یعنی مناظرانہ زندگی کا دور،الفرقان کا اجراء ،مولانا مودودی ؒ اور جماعت اسلامی سے وابستگی اورانقطاع ،حضرت مولانا الیاس ؒ بانی تبلیغی تحریک سے تعلق ،مادرعلمی دارالعلوم دیوبند کی خدمت ،آزادی کے بعدنئے مسائل وتقاضے ،معذوری کا 20 سالہ دور،تصنیفات وتالیفات ،بیرون ہند کے اسفاراوران سفروں کے مشاہدات وتاثرات ،ملفوظات ومکتوبات وخطابات ،مذاق ومزاج اورعادات ومعاملات ،ازواج واولاد،حقوق اللہ وحقوق العباد،بندہ اپنے رب کے بلاوے پر،وہ شخصیتیں جن سے کچھ خاص تعلق رہا یہ چندجلی عنوانات ہیں جن کے تحت یہ پوری داستان حیات بیان ہوئی ہے۔حصہ دوم میں خودحضرت نعمانی کے قلم سے نہایت مؤثر چھوٹی بڑی تحریریں ہیں جن کا عنوان مصنف نے بندگان حق کی یافت قراردیاہے۔کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے حضرت کی تعلیمی زندگی سے متعلق تھوڑی سی تشنگی سی رہ جانے کا احساس ہوا،مثلاًمولانا نعمانیؒ کے اساتذہ میں علامہ حبیب الرحمٰن محدث اعظمی ؒ کا نام بھی آتا ہے۔حیات نعمانی میں یہ تو بتایا گیاہے کہ انہوں نے مؤ کے مدرسہ دارالعلوم میں تین سال پڑھا تھامگر اِس سے اس پر روشنی نہیں پڑتی کہ کیا آپ نے براہ راست محدث اعظمی سے بھی شرف تلمذحاصل کیا تھا یانہیں؟ یہ سوال ذہن میں اس لیے پیدا ہوا کہ حال ہی میں علامہ اعظمی کی بڑی مبسوط سوانح حیات ابوالمآثر از ڈاکٹر مسعوداحمد اعظمی پڑھنے کا اتفاق ہوا۔انہوں نے مولانا نعمانیؒ کوعلامہ اعظمی کے اجلہ تلامذہ میں شامل کیاہے،مگرحیات نعمانی میں اس کی طرف ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ہے!

مسلمانوں کی نئی نسل جس کا کچھ بھی مذہبی مزاج ہےاوردینی لٹریچر پڑھنے پڑھانے سے اس کوتعلق ہے اس کی دینی تعلیم وتربیت اورمذہبی اصلاح میں مولانا نعمانی کی کتابوں اورخاص کر'اسلام کیا ہے، دین وشریعت ،قرآن آپ سے کیا کہتاہے' کا خاص حصہ رہاہے۔دین کی صحیح تعبیر وتشریح میں 'مولانا مودودی سے میری رفاقت کی سرگزشت اوراب میرا موقف' اورالفرقان کے خاص نمبرات نے جہاں اکسیر کا کام کیا۔وہیں جب ایران میں آیت اللہ روح اللہ خمینی صاحب کا انقلاب آیاتوریاستی پروپیگنڈے کی قوت سے ایک دنیاکویہ باورکرایا گیاکہ یہ خالص اسلامی انقلاب ہے ۔لاشیعیہ لاسنیہ اسلامیہ اسلامیہ کےنعروں نے شیعہ حلقوں کوتو چھوڑیے خودسنی اسلام پسندوں اورجوشیلے نوجوانوں کواپنی گرفت میں لے لیا۔ایسا معلوم ہونے لگا کہ عقیدہ کی کوئی اہمیت ہی نہیں اوراسلام کے نام پر جذباتی مسلمانوں کو ہر بڑے بول بولنے والا آسانی سے بےوقوف بناسکتاہے۔جب اس فتنہ نے ایک دنیاکواپنی لپیٹ میں لے لیا تو 80 سال کے اس بوڑھے نے جوانوں کی طرح کام کیا اوروہ کتاب لکھی جس کا اردولٹریچر میں اپنے موضوع پرکوئی جواب نہیں ہے اس کتاب 'ایرانی انقلاب،امام خمینی اورشیعیت' نے شیعیت کوجس طرح بےنقاب کیااس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔واقعہ تو یہ ہے کہ امام اہل سنت مولانا عبدالشکورلکھنوئیؒ کو چھوڑ کر شیعیت کا سنجیدہ اور تحقیقی مطالعہ کی یہ اولین مثال تھی جس نے کتنے ہی لوگوں کے خیالات بدل دیےاوران کی اصلاح کی ۔معارف الحدیث ہندوستان میں علم حدیث کی اس انداز سے ایک بالکل نئی اورانقلابی کاوش ہے کہ خالص علمی وفنی اورتحقیقی دقیق بحثوں کی بجائے اس پرتر کیز رکھی ہے کہ مسلمانوں کی دینی زندگی،عقائدوایمانیات،عبادات،اخلاق ومعاملات کونبوی تعلیمات کی روشنی میں کس طرح ڈھالا جائے۔

حضرت نعمانیؒ کی تحریریں لفاظی سے خالی ،صناعی سے معری سادہ انداز واسلوب کی حامل ،سلاست وروانی

اور برجستگی میں بے نظیر ہیں۔ یہ بامقصد اور صالح تحریریں نہایت مؤثر سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی اور از دل ریزد بر دل خیزد کا عمدہ نمونہ ہیں۔ یہ وہ ادب ہے جس کی تابندگی اور تاثیر کے سامنے ساری لفاظیاں اور ساری خطابت ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ اور غالباً یہی بڑا سبب ہے کہ ان کی کتابیں نہایت مقبول عام ہیں۔

حضرت نعمانی ایک عالم ربانی تھے اور نہایت جامع کمالات شخصیت، جو بیک وقت دینی خدمات کے کئی سارے محاذوں پر سرگرم۔ علماء ربانین اور جماعت دیوبند کے اکابرین سے مخلصانہ روابط وتعلق اور ان سے عقیدت واحترام اور اس مسلک کی حفاظت میں وہ سرگرم رہے۔ اکابر سے روحانی کسب وفیض ایک طرف انجام پا رہا ہے دوسری طرف تبلیغی جماعت کے ساتھ طویل دعوتی واصلاحی دورے ہو رہے ہیں۔ تیسری طرف الفرقان کی ادارت کا فریضہ بھی ہے جس پر نامساعد حالات بھی آتے ہی رہتے ہیں۔ خانگی ذمہ داریاں اور اہل خانہ اور بچوں کی تعلیم وتربیت پر بھی پوری توجہ ہے۔ علمی، دینی، دعوتی وفکری تصنیفات کا سلسلہ الگ ہے۔ خطابات اور مکتوبات کی جولانیاں ہیں۔ تبلیغی جماعت کے بارے میں یار لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ "آسمان سے اوپر کی اور زمین سے نیچے کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتے"، مگر حضرت نعمانی کی زندگی اور ان کی ساری چلت پھرت اس مشہور عام مقولہ کی مکمل تردید کرتی ہے، کہ وہ تبلیغی جماعت کے بارے میں بھرپور وقت لگانے کے ساتھ دوسرے اجتماعی تقاضوں سے عہدہ برآ ہوتے ہیں، ملی وجماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر شامل، عام مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت، اسلام واسلامی تعلیم اور مسلم پرسنل لا کی بقاء کی جدوجہد سے ذرا بھی غافل نہیں ہیں بلکہ دوسروں سے کچھ آگے ہی ہیں۔

تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب صاحب سوانح کی 70 سے کچھ اوپر سالوں کی جہد وعمل کی داستان راستان ہے۔ ان کی 92 سال کی یہ بابرکت اور بافیض زندگی تلاش حق، احیاء دین، عقائد حقہ کے تحفظ، ملت اسلامیہ کی اصلاح، تزکیہ وسلوک، رسوخ فی العلم، اخلاص عمل اور روشن ملی خدمات کے تابندہ نقوش کی ایک تاریخ ہے جس میں قاری ایک پورے عہد کو اپنے سامنے پاتا ہے۔ بعض جگہوں پر مصنف نے کچھ اختصار سے کام لیا ہے۔ ورنہ حضرت نعمانی کا ذکر جمیل ہو اور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کا گہربار قلم ہو تو یہی جی چاہتا ہے کہ یہ تذکرہ اور دراز ہو اور دراز ہو۔ حضرت نعمانی کی ایک مکمل سوانح عمری اہل علم پر ایک قرض تھا جو اس کتاب سے اتر گیا ہے اور واقعہ ہے کہ خانوادۂ نعمانی میں بھی شاید کوئی اور مصنف مدظلہ سے بہتر اس فرض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تھا۔

کتاب میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں جو ہم جیسے طالبان علم کے لیے عقدہ کشا اور سرمۂ بصیرت ہیں۔ امید ہے کہ مصنف مدظلہ کی دوسری کتابوں کی طرح یہ بھی ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی۔ (تبصرہ نگار: ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی)

جان کائزر کی کتاب "امیر عبدالقادر الجزائریؒ" پر ماہنامہ "الحق" کا تبصرہ

انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مسلم ممالک پر مغرب نے اپنے نت نئے حملوں کا آغاز کر دیا، بہت سے مسلم ممالک پر قبضہ کر کے اپنے استعماری تسلط کو برقرار رکھا۔ اس استعماری یلغار کے خلاف ان مسلم ممالک کے عوام الناس اور علماء و کرام نے مزاحمت کا پرچم بلند کیا۔ اپنی جرات واستقلال عزیمت واستقامت حوصلہ اور تدبر کی داستانیں تاریخ